انتخاب: مدثر لطیف☆

مسیحی رہبانیت کے کرشمے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دو سو سال بعد تک عیسائی کلیسا رہبانیت سے ناآشنا تھا، مگر عیسیٰ علیہ السلام کے دُنیا سے اُٹھا لیے جانے کے فوراً بعد سے ہی عیسائیت میں اس کے جراثیم داخل ہو گئے تھے، وہ تخیلات پیدا ہو گئے تھے جو اس چیز کو جنم دیتے ہیں۔ ترکِ دُنیا و تجرد کو اخلاقی آئیڈیل قرار دینا اور درویشانہ زندگی کو شادی بیاہ اور دُنیوی کاروبار کی زندگی کے مقابلے میں اعلیٰ و افضل سمجھنا ہی رہبانیت کی بنیاد ہے اور یہ دونوں چیزیں مسیحیت میں ابتدا سے ہی آ گئی تھیں۔ تجرد کو تقدس کا ہم معنی سمجھنے کی وجہ سے کلیسا میں مذہبی خدمات انجام دینے والوں کیلئے یہ بات ناپسندیدہ خیال کی جاتی تھی کہ وہ شادی کریں، بال بچوں والے ہوں اور خانہ داری کے بکھیڑوں میں پڑیں۔ اسی چیز نے تیسری صدی تک پہنچتے پہنچتے ایک فتنے کی شکل اختیار کر لی اور رہبانیت ایک وبا کی طرح عیسائیت میں پھیلنا شروع ہوئی۔ تاریخی طور پر اس کے تین بڑے اسباب تھے:

1. قدیم مشرک سوسائٹی میں شہوانیت، بدکرداری اور دُنیا پرستی جس شدت کے ساتھ پھیلی ہوئی تھی اس کا توڑ کرنے کیلئے عیسائی علما نے اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی بجائے، انتہا پسندی کی راہ اختیار کی۔ اُنہوں نے دُنیا پرستی کے خلاف اتنی شدت برتی کہ آخر کار ایک دیندار آدمی کیلئے کسی قسم کی املاک رکھنا ہی گناہ بن گیا اور اخلاق کا معیار یہ ٹھہرا کہ آدمی بالکل مفلس اور ہر لحاظ سے تارکِ دُنیا ہو۔ اسی طرح مشرک سوسائٹی کی لذت پرستی کے جواب میں وہ اس انتہا پر جا پہنچے کہ لذات کو ترک کرنا، نفس کو مارنا اور خواہشات کا قلع قمع کر دینا ہی اخلاق بن گیا اور طرح طرح کی ریاضتوں سے جسم کو اذیتیں دینا آدمی کی روحانیت کا کمال اور اس کا ثبوت سمجھا جانے لگا۔
2. ہورس (Horus) اور آئسس (Isis) کے مجسّموں کی جگہ سیدنا مسیح اور مریم علیہما السلام کے بت پوجے جانے لگے۔ سیٹرنیلیا (Saturnalia) کی جگہ کرسمس کا تہوار منایا جانے لگا۔ قدیم زمانے کے تعویذ، گنڈے، عملیات، فال گیری، غیب گوئی اور جن بھوت بھگانے کے اعمال سب عیسائی درویشوں نے شروع کر دیئے۔ اور عوام چونکہ اس شخص کو اللہ والا سمجھتے تھے جو گندا اور ننگا ہو اور کسی بھٹ یا کھوہ میں رہے لہٰذا عیسائی کلیسا میں ولائیت کا یہی تصور مقبول ہو گیا اور ایسے ہی لوگوں کی کرامتوں سے عیسائیوں کے ہاں تذکرۃ الاولیا قسم کی کتابیں لبریز ہیں۔
3. عیسائیوں کے پاس دین کی سرحدیں متعین کرنے کیلئے کوئی مفصل شریعت اور کوئی واضح سنت موجود نہ تھی۔ شریعتِ موسوی علیہ السلام وہ چھوڑ چکے تھے اور تنہا انجیل کے اندر کوئی مکمل ہدایت نامہ نہ پایا جاتا تھا، اس لئے مسیحی علما

☆ متعلّم أولیٰ کلیة الشریعة جامعہ لاہور الاسلامیہ

کچھ باہر کے فلسفوں سے متاثر ہو کر اور کچھ خود اپنے رجحانات کی بنا پر طرح طرح کی بدعتیں دین میں داخل کرتے چلے گئے۔ رہبانیت بھی انہی بدعتوں میں سے ایک تھی۔ مسیحی مذہب کے رہبان اور قسیسینے اس کا فلسفہ اور طریقہ کار بدھ مذہب کے بھکشوؤں، ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں، قدیم مصری فقرا (Anchorites)، ایران کے مانویوں اور افلاطون اور فلاطینوس کے پیرو اشراقیوں سے اَخذ کیا اور اسی کو تزکیۂ نفس کا طریقہ، روحانی ترقی کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا وسیلہ قرار دے دیا۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں میں رہبانیت کا آغاز مصر سے ہوا۔ اس کا بانی سینٹ انتھونی (Anthony) تھا، جو ۲۵۰ء میں پیدا ہوا اور ۳۵۰ء میں دُنیا سے رخصت ہوا۔ سینٹ انتھونی پہلا مسیحی راہب قرار دیا جاتا ہے جس نے ضوم کے علاقے میں پسپیر کے مقام پر جو اب دیر الحمیمون کے نام سے معروف ہے، پہلی خانقاہ قائم کی۔ اس کے بعد اس نے بحر اَحمر کے ساحل پر دوسری خانقاہ قائم کی جسے اب دیر مارانطونیوس کہا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں رہبانیت کے بنیادی قواعد اسی کی تحریروں اور ہدایات سے ماخوذ ہیں۔ اس کے بعد یہ سلسلہ مصر میں سیلاب کی طرح پھیل گیا اور جگہ جگہ راہبوں اور راہبات کیلئے خانقاہیں قائم ہوگئیں، جن میں سے بعض میں تین تین ہزار راہب بیک وقت رہتے تھے۔ ۳۲۵ء میں مرہی کے اندر ایک اور مسیحی ولی پاخومیوس نمودار ہوا جس نے دس بڑی خانقاہیں راہبوں وراہبات کیلئے بنائیں۔ اس کے بعد یہ سلسلہ شام و فلسطین اور افریقہ و یورپ کے مختلف ملکوں میں پھیلتا چلا گیا۔ کلیسائی نظام کو اوّل اوّل اس رہبانیت کے معاملے میں سخت الجھن کا سابقہ پیش آیا کیونکہ وہ ترکِ دنیا اور تجرد کو روحانی زندگی کا آئیڈیل تو سمجھتا تھا، مگر راہبوں کی طرح شادی بیاہ اور اولاد پیدا کرنے اور ملکیت رکھنے کو گناہ بھی نہ ٹھہرا سکتا تھا۔ اس راہبانہ بدعت کی چند خصوصیات اختصار سے عرض ہیں:

① سخت ریاضتوں اور نت نئے طریقوں سے اپنے جسم کو اذیتیں دینے میں ہر راہب دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ عیسائی اولیا کے تذکروں میں ان لوگوں کے جو کمالات بیان کئے گئے ہیں وہ کچھ اس طرح کے ہیں: اسکندریہ کا سینٹ مکاریوس ہر وقت اپنے جسم پر ۸۰ پونڈ کا بوجھ اٹھائے رکھتا تھا، چھ مہینے تک وہ ایک دلدل میں سوتا رہا اور زہریلی مکھیاں اس کے برہنہ جسم کو کاٹتی رہیں۔ اس کے مرید سینٹ یوسیبیوس نے اپنے پیر و مرشد سے بڑھ کر ریاضت کی، وہ ۱۵۰ پونڈ کا بوجھ اٹھائے پھرتا رہتا تھا اور تین سال تک ایک خشک کنوئیں میں پڑا رہا۔ سینٹ سابیوس صرف ایسی مکئی کھاتا تھا جو مہینہ بھر پانی میں بھیگ کر بدبودار ہو جاتی تھی۔ سینٹ بیساریون ۴۰ دن تک خاردار جھاڑیوں میں پڑا رہا اور ۴۰ سال تک اس نے زمین کو پیٹھ نہیں لگائی۔ سینٹ سیمون اسٹائلائٹ عیسائیوں کے اولیائے کبار میں شمار ہوتا ہے، اس کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے شمالی شام کے قلع سیمان کے قریب ساٹھ فٹ بلند ایک ستون بنوایا، جس کا بالائی حصہ صرف تین فٹ کے گھیرے میں تھا اور اوپر کٹہرا بنا دیا گیا تھا، اس ستون پر اس نے پورے تین سال گزار دیئے، دھوپ، بارش، سردی اور گرمی اس پر سے گزرتی تھی لیکن وہ اس ستون سے نہ اُترتا تھا، پھر اس نے ایک رسی لے کر اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ لیا یہاں تک کہ رسی

اس کے گوشت میں پیوست ہوگئی، گوشت سڑ گیا اور اس میں کیڑے پڑ گئے، جب کوئی کیڑا اس کے پھوڑوں سے گر جاتا تو وہ اسے اُٹھا کر پھر وہیں رکھ کر کہتا: ''کھا! جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے۔'' مسیحی عوام دور دور سے اس کی زیارت کیلئے آتے تھے، جب وہ مرا تو مسیحی عوام کا یہ فیصلہ تھا کہ وہ عیسائی ولائیت کی بہترین مثال تھا۔

④ وہ بروقت گندے رہتے اور صفائی سے سخت پرہیز کرتے تھے، نہانا یا جسم کو پانی لگانا ان کے نزدیک خدا پرستی کے خلاف تھا۔ سینٹ اتھاناسیوس بڑی عقیدت کے ساتھ سینٹ انتھونی کی یہ خوبی بیان کرتا ہے کہ اس نے مرتے دم تک کبھی اپنے پاؤں نہیں دھوئے۔ سینٹ ابراہام جب سے داخل مسیحیت ہوا، پورے ۵۰ سال اس نے منہ دھویا نہ پاؤں۔ ایک مشہور راہبہ کنواری سلویا نے عمر بھر اپنی انگلیوں کے علاوہ جسم کے کسی حصے کو پانی نہیں لگنے دیا۔ ایک زنانہ دیر (Convent) کی ۱۳۰ راہبات کی تعریف میں لکھا ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے پاؤں نہیں دھوئے اور غسل کا نام سن کر ہی ان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

③ رہبانیت نے ازدواجی زندگی کو عملاً بالکل حرام کردیا اور نکاح کے رشتے کو کاٹ پھینکنے میں سخت بے دردی سے کام لیا۔ ان کے نزدیک لذت اور گناہ ہم معنی تھے، حتیٰ کہ مسرت بھی ان کی نگاہ میں خدا فروشی کے مترادف تھی۔ سینٹ باسل ہنسنے اور مسکرانے تک کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ انہی تصورات کی بنا پر مرد وعورت کے درمیان شادی کا تعلق ان کے ہاں قطعی نجس قرار پا گیا تھا۔ راہب کیلئے ضروری تھا کہ وہ شادی کرنا تو درکنار، عورت کی شکل تک نہ دیکھے اور اگر شادی شدہ ہو تو بیوی کو چھوڑ کر نکل جائے۔ مردوں کی طرح عورتوں کے دل میں بھی یہ بات بٹھائی گئی تھی کہ وہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا چاہتی ہیں تو ہمیشہ کنواری رہیں اور اگر شادی شدہ ہیں تو اپنے شوہروں سے الگ ہو جائیں۔ ممتاز مسیحی عالم سینٹ جیروم کہتا ہے کہ جو عورت مسیح کی خاطر راہبہ بن کر ساری عمر کنواری رہے تو وہ مسیح کی دلہن ہے اور اس کی ماں کو مسیح کی ساس ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سینٹ نائکس دو بچوں کا باپ تھا، جب اس پر رہبانیت کا دورہ پڑا تو اس کی بیوی روتی رہ گئی اور وہ اس سے الگ ہوگیا۔ سینٹ امون نے شادی کی پہلی رات ہی دلہن کو ازدواجی تعلق کی نجاست پر وعظ سنایا اور دونوں نے بالاتفاق طے کرلیا کہ جیتے جی ایک دوسرے سے الگ رہیں گے۔ سینٹ ابراہام شادی کی پہلی رات ہی اپنے بیوی کو چھوڑ کر فرار ہوگیا، یہی حرکت سینٹ ایلیکسس نے کی۔

کلیسا کا نظام تین صدیوں تک اپنی حدود میں ان انتہا پسندانہ تصورات کی کسی نہ کسی طرح مزاحمت کرتا رہا۔ اس زمانے میں ایک پادری کیلئے مجرد ہونا لازمی نہ تھا۔ اگر اس نے پادری کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے شادی کر رکھی ہوتی تو وہ بیوی کے ساتھ رہ سکتا تھا، البتہ تقرر کے بعد شادی کرنا اس کیلئے ممنوع تھا۔ نیز کسی ایسے شخص کو پادری مقرر نہیں کیا جاسکتا تھا جس نے کسی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کی ہو، جس کی دو بیویاں ہوں یا جس کے گھر میں لونڈی ہو، رفتہ رفتہ چوتھی صدی میں یہ خیال پوری طرح زور پکڑ گیا کہ جو شخص کلیسا میں مذہبی خدمات انجام دیتا ہو، اس کیلئے شادی شدہ ہونا بڑی گھناؤنی بات ہے۔ ۳۶۲ء میں گنگرا کونسل (Council of Gengra) کی آخری مجلس میں اس طرح

کے انتہائی خیالات کو خلافِ مذہب قرار دیا گیا، لیکن اس کی تھوڑی مدت بعد ہی ۳۸۶ء کی رومن سیناڈ (Synod) نے تمام پادریوں کو مشورہ دیا کہ وہ ازدواجی تعلقات سے کنارہ کش رہیں۔ دوسرے سال پوپ سائریسیئس (Siricius) نے حکم دے دیا کہ جو پادری شادی کرے یا شادی شدہ ہونے کی صورت میں اپنی بیوی سے تعلق رکھے، اُسے منصب سے معزول کر دیا جائے۔ سینٹ جیروم، سینٹ ایمبروز اور سینٹ آگسٹائن جیسے اکابر علمانے بڑے زور وشور سے اس فیصلے کی حمایت کی اور تھوڑی سی مزاحمت کے بعد مغربی کلیسا میں یہ پوری شدت کے ساتھ نافذ ہوگیا۔ اس دور میں متعدد مجلسیں ان شکایات پر غور کرنے کیلئے منعقد ہوئیں کہ جو لوگ پہلے سے شادی شدہ تھے وہ مذہبی خدمات پر مقرر ہونے کے بعد بھی اپنی بیویوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتے ہیں۔ آخر کار اس کی اصلاح کیلئے یہ قواعد بنائے گئے کہ وہ کھلے مقامات پر سوئیں، اپنی بیویوں سے کبھی علیحدگی میں نہ ملیں، ملاقات کے وقت کم از کم دو آدمی موجود ہوں۔ سینٹ گریگوری ایک پادری کی تعریف میں لکھتا ہے کہ ۴۰ سال تک وہ اپنی بیوی سے الگ رہا، حتیٰ کہ مرتے وقت جب اس کی بیوی اس کے قریب گئی تو اس نے کہا: اے عورت! دور ہٹ جا۔

④ سب سے زیادہ دردناک باب اس رہبانیت کا یہ ہے کہ اس نے ماں باپ، بھائی بہن اور اولاد تک سے آدمی کا رشتہ کاٹ دیا۔ مسیحی اولیا کے تذکروں میں اس کے ایسے ایسے دلدوز واقعات ملتے ہیں جنہیں پڑھ کر انسان کیلئے ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ایک راہب ایواگرئیس (Evagrius) سالہا سال سے صحرا میں ریاضتیں کر رہا تھا، ایک روز یکا یک اس کے پاس اس کی والدین کے خطوط پہنچے جو برسوں سے اس کی جدائی میں تڑپ رہے تھے، اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان خطوط کو پڑھ کر اس کے دل میں انسانی محبت کے جذبات نہ جاگ اٹھیں، اس نے ان کو کھولے بغیر آگ میں جھونک دیا۔ سینٹ مارکس (Marcus) کی ماں اس سے ملنے کیلئے اس کی خانقاہ میں آئی، خانقاہ کے شیخ (Abbot) کی خوشامد کر کے اس کو راضی کیا کہ وہ بیٹے کو ماں کے سامنے آنے کا حکم دے مگر بیٹا کسی طرح ماں کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا، آخر کار اس نے شیخ کے حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ بھیس بدل کر ماں کے سامنے گیا اور آنکھیں بند کر لیں، اس طرح ماں نے بیٹے کو پہچانا نہ بیٹے نے ماں کی شکل دیکھی۔ اس سے بھی زیادہ دردناک قصہ سینٹ سیمون اسٹائلائٹس (Simoon Stylites) کا ہے جو ماں باپ کو چھوڑ کر ۲۷ سال غائب رہا، باپ اس کے غم میں مرگیا، ماں زندہ تھی، بیٹے کی ولایت کے چرچے جب دور و نزدیک پھیل گئے اور ماں کو پتہ چلا، بے چاری اس سے ملنے کیلئے خانقاہ پر پہنچی مگر وہاں کسی عورت کو داخلے کی اجازت نہ تھی، اس نے لاکھ منت سماجت کی کہ بیٹا! یا تو مجھے اندر بلا لے یا باہر نکل کر مجھے اپنی صورت دکھا دے، مگر اس ولی اللہ نے صاف انکار کر دیا، تین دن اور تین راتیں وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑی رہی اور آخر کار وہاں لیٹ کر جان دے دی، تب ولی اللہ باہر آئے، ماں کی نعش پر آنسو بہائے اور اس کی مغفرت کیلئے دُعا کی۔ ایک شخص میوٹیس (Mutius) کے بارے میں آتا ہے کہ وہ خوشحال آدمی تھا، جب اس پر مذہبی جذبہ طاری ہوا تو اپنے آٹھ سال کے اکلوتے بیٹے کو لے کر ایک خانقاہ میں جا پہنچا، وہاں اس کے دل سے بیٹے کی محبت کو نکالنے کیلئے بیٹے پر طرح طرح کی سختیاں کی جاتی رہیں، پھر اس کو خانقاہ کے شیخ نے حکم دیا کہ اس کو دریا میں

پھینک دے، جب وہ پھینکنے لگا تو اس وقت راہبوں نے اس کی جان بچائی اور تسلیم کرلیا کہ وہ واقعی مرتبہ ولایت کو پہنچ گیا ہے۔ مسیحی رہبانیت کا نقطۂ نظر ان معاملات میں یہ تھا کہ جو شخص 'خدا' کی محبت چاہتا ہو تو اسے وہ تمام زنجیریں کاٹ دینی چاہئیں جو دُنیا میں اسے اپنے والدین، بہن بھائیوں اور بچوں کے ساتھ باندھتی ہیں۔

سینٹ جیروم کہتا ہے:

''اگر چہ تیرا بھتیجا تیرے گلے میں بانہیں ڈال کر تجھ سے لپٹے، اگر چہ تیری ماں اپنے دودھ کا واسطہ دے کر تجھے روکے، اگر تیرا باپ تجھے روکنے کیلئے آگ پر لیٹ جائے پھر بھی تو سب کو چھوڑ کر اور باپ کے جسم کو روند کر، ایک آنسو بہائے بغیر صلیب کے جھنڈے کی طرف دوڑ۔ اس معاملہ میں بے رحمی ہی تقویٰ ہے۔''

سینٹ گریگوی لکھتا ہے:

''ایک نوجوان راہب اپنے ماں باپ کی محبت دل سے نہ نکال سکا اور ایک رات چپکے سے بھاگ کر ان سے مل آیا، 'خدا' نے اس قصور کی سزا دی کہ خانقاہ واپس آتے ہی وہ مرگیا، جب اس دفن کیا گیا تو اسے زمین نے قبول ہی نہ کیا، ایسا اس کے ساتھ بار بار ہوا، آخر کار سینٹ بنی ڈکٹ (Benedict) نے اسی کے سینے پر تبرک رکھا تب قبر نے اسے قبول کیا۔''

ایک ولی کی تعریف میں لکھا ہے:

''اس نے کبھی اپنے رشتہ داروں کے سوا کسی کے ساتھ بے دردی نہیں برتی۔''

⑤ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کے ساتھ بے رحمی، سنگدلی اور قساوت برتنے کی جو مشق یہ لوگ کرتے تھے، اس کی وجہ سے ان کے جذبات مرجاتے تھے اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جن لوگوں سے انہیں مذہبی اختلاف ہوتا تھا، ان پر یہ ظلم وستم کی انتہا کر دیتے تھے۔ چوتھی صدی تک پہنچتے پہنچتے عیسائیت میں ۸۰، ۹۰ فرقے پیدا ہو چکے تھے، یہ فرقے ایک دوسرے سے سخت نفرت رکھتے تھے، نفرت کی اس آگ کو بھڑکانے والے بھی راہب ہی تھے اور اس میں مخالف گروہوں کو جلا کر خاک کر دینے کی کوششوں میں بھی راہب ہی پیش پیش تھے۔ وہاں پہلے ایرین (Arien) فرقے کے بشپ نے اتھاناسوس کی پارٹی پر حملہ کیا، اس کی خانقاہوں سے کنواری راہبات کو پکڑ کر ان کو ننگا کر کے خار دار شاخوں سے پیٹا گیا اور ان کے جسم کو داغ لگائے گئے تا کہ وہ اپنے عقیدے سے توبہ کریں، پھر جب مصر میں کیتھولک گروہ کو غلبہ حاصل ہوا تو اس نے ایرین فرقے کے خلاف یہی سب کچھ کیا، غالب خیال یہ ہے کہ خود ایرئیس (Arius) کو بھی زہر دے کر مار دیا گیا۔ روم کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھا۔ ۳۶۶ء میں پوپ لبیرکس (Libericus) کی وفات پر دونوں گروہوں نے پاپائیت کیلئے اپنے اپنے اُمیدوار کھڑے کئے۔ ان کے درمیان سخت خونریزی ہوئی حتیٰ کہ ایک دن میں صرف ایک چرچ سے ۱۳۷ لاشیں نکالیں گئیں۔

⑥ اس ترک وتجرید اور فقر و درویشی کے ساتھ دولت دنیا سمیٹنے میں بھی کمی نہ کی گئی۔ پانچویں صدی کے آغاز ہی میں حالت یہ ہوچکی تھی کہ روکا بشپ بادشاہوں کی طرح اپنے محل میں رہتا تھا اور اس کی سواری جب شہر میں نکلتی تھی تو اس کے ٹھاٹھ باٹھ قیصر کی سواری سے کم نہ ہوتے تھے۔ سینٹ جیروم چوتھی صدی کے آخری دور میں شکایت کرتا ہے کہ بہت سے بشپوں کی دعوتیں اپنی شان میں گورنروں کی دعوتوں کو شرماتی ہیں۔ خانقاہوں اور کنیسوں کی طرف دولت کا یہ بہاؤ ساتویں صدی (نزول قرآن کے زمانے) تک پہنچتے پہنچتے سیلاب کی شکل اختیار کر چکا تھا اور یہ

بات عوام کے ذہن نشین کرادی گئی تھی کہ جس کسی سے کوئی گناہِ عظیم سرزد ہو جائے، اس کی بخشش کسی نہ کسی ولی کی درگاہ پر نذرانہ چڑھانے یا کسی خانقاہ کو بھینٹ دینے ہی سے ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد وہی دُنیا راہبوں کے قدموں میں آگئی جس سے فرار، ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ خاص طور پر جو چیز ان کے تنزل کی موجب ہوئی، وہ یہ تھی کہ راہبوں کی غیر معمولی ریاضتیں اور نفس کشی کے کمالات دیکھ کر جب عوام میں ان کیلئے بے پناہ عقیدت پیدا ہوگئی تو بہت سے دنیا پرست لوگ لباسِ درویشی پہن کر راہبوں کے گروہ میں داخل ہوگئے اور انہوں نے ترکِ دنیا کے بھیس میں جلبِ دُنیا کا کاروبار ایسا چمکایا کہ بڑے بڑے طالبینِ دنیا بھی اُن سے مات کھا گئے۔

⑦ عفت کے معاملہ میں بھی فطرت سے لڑکر، رہبانیت نے بری طرح شکست کھائی۔ خانقاہوں میں نفس کشی کی کچھ مشقیں ایسی بھی تھیں جن میں راہب اور راہبات مل کر ایک ہی جگہ رہتے تھے اور بسا اوقات زیادہ مشق کرنے کیلئے ایک ہی بستر پر رات گزارتے تھے۔ راہب سینٹ ایواگریس (Evagrius) بڑی تعریف کے ساتھ فلسطین کے ان راہبوں کے ضبطِ نفس کا ذکر کرتا ہے جو اپنے جذبات پر اتنا قابو پا گئے تھے کہ عورتوں کے ساتھ یکجا غسل کرتے تھے اور ان کی دید سے، ان کے لمس سے حتیٰ کہ ان کے ساتھ ہم آغوشی سے بھی ان کے اوپر فطرت غلبہ نہ پاتی تھی۔ غسل اگرچہ رہبانیت میں سخت ناپسندیدہ تھا مگر نفس کشی کی مشق کیلئے اس طرح کے غسل کیے جاتے تھے۔ آخر کار اسی فلسطین کے متعلق نیسا سینٹ گریگوری متوفی ۳۹۶ء لکھتا ہے کہ وہ بدکاری کا اڈہ بن گیا ہے۔

انسانی فطرت کبھی ان لوگوں سے انتقام لئے بغیر نہیں رہتی جو اس سے جنگ کریں، رہبانیت مڑکر بالآخر بداخلاقی کے جس گڑھے میں جا گری اس کی داستان آٹھویں صدی سے گیارہویں صدی عیسوی تک کی مذہبی تاریخ کا بدنما ترین داغ ہے۔ دسویں صدی کا ایک اطالوی بشپ لکھتا ہے:

''اگر چرچ میں مذہبی خدمات انجام دینے والوں کے خلاف بدچلنی کی سزائیں نافذ کرنے کا قانون عملاً جاری کردیا جائے تو لڑکوں کے سوا کوئی سزا سے نہ بچ سکے گا اور اگر حرامی بچوں کو بھی مذہبی خدمات سے الگ کردینے کا قاعدہ نافذ کیا جائے تو شاید چرچ کے خادموں میں کوئی لڑکا باقی نہ رہے۔''

قرونِ متوسط کے مصنفین کی کتابیں ان شکائتوں سے بھری ہوئی ہیں کہ راہبات کی خانقاہیں بداخلاقی کے چکلے بن گئی ہیں، ان کی چاردیواری میں نوزائیدہ بچوں کا قتل عام ہورہا ہے، پادریوں اور چرچ کے مذہبی کارکنوں میں محرمات تک سے ناجائز تعلقات اور خانقاہوں میں خلافِ وضع فطری جراثیم پھیل گئے ہیں اور کلیساؤں میں اعترافِ گناہ (Confession) کی رسم، بدکاری کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔

گذشتہ صفحات میں عیسائی رہبانیت کی تصویر واضح ہوکر سامنے آگئی ہے۔ اسلام نے ایسی رہبانیت اور درویشی سے اُمتِ مسلمہ کو بچایا ہے ورنہ تجرد کی زندگی سے یہی گندگی پیدا ہوتی جو تصویر عیسائیت میں جھلک رہی ہے۔ اسلام نے انسانیت پر احسانِ عظیم کیا کہ خوبصورت خاندانی زندگی سے نوازا اور ہر رشتہ کا اپنے اپنے مقام پر لحاظ رکھا۔ احترام دیا، شفقت و محبت دی۔ بیوی کا مقام، بچوں کا پیار، بہن بھائیوں سے ہمدردی، والدین کی خدمت و اطاعت، پورے معاشرے کا سکون دیا، ورنہ رہبانیت تو سراسر درندگی ہے۔